ختم قرآن

کتنے دن میں؟

تصنیف

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

تصدیق

حضرت مولانا مفتی محمود عالم مظاہری مدظلہ

مفتی مظاہر علوم وقف، سہارنپور

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

ختم قرآن

کتنے دن میں؟

تصنیف

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

فہرستِ مضامین

☆	تصدیق	۳
☆	عرضِ مؤلف	۴
۱	آسمانی کتابوں کا نزول	۶
۲	تلاوتِ قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۷
۳	ماہِ رمضان میں تلاوت کا ثواب	۸
۴	ماضی کے اکابرین کا معمول	۹
۵	ماضی قریب کے اکابرین کا معمول	۱۰
۶	کثرت تلاوت پر بعض اشکالات اور ان کے جوابات	۱۰
۷	تین دن سے کم میں ختم نہ کرنے کی حدیث	۱۱
۸	اس حدیث کا مطلب	۱۴
۹	علت منع کیا ہے؟	۱۵
۱۰	خلاصہ	۱۶
۱۱	مصادر ومراجع	۱۷

تصدیق

حضرت مولانا مفتی محمود عالم صاحب مظاہری مدظلہ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ سے قرب کا بہترین ذریعہ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت ہے۔ اس کی تلاوت سے قلوب صیقل ہوتے ہیں اور روح کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ تین دن سے کم میں ختم قرآن پر اعتراض نادانی ہے، بندہ نے بچشم خود ایسے افراد کو دیکھا ہے، جن کا معمول رمضان المبارک میں ہر روز ایک ختم کا تھا۔ معترضین نے جس روایت کو لے کر سوال اٹھایا ہے، اس روایت کا محمل محدثین کے کلام کی روشنی میں صاحبِ رسالہ مولانا ندیم احمد انصاری صاحب زید مجدہ نے تحریر کر دیا ہے۔ اگر کوئی تین دن سے کم میں تمام رعایتوں کے ساتھ قرآن کریم کی مکمل تلاوت کرتا ہے، تو اس کی ممانعت کسی صریح وصحیح حدیث شریف میں نہیں۔ یہ اعتراض نہ پڑھنے والوں ہی کو ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کی تلاوت کا ذوق وشوق عطا فرمائے، صاحبِ رسالہ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

العبد محمود عفی عنہ

۲۳/۱۲/۱۴۳۵ھ

عرضِ مؤلف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، امابعد:

’قرآن کریم‘---کلام الٰہی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت ہے۔ اس کے متعلق ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ تم اس چیز سے زیادہ کسی کے ذریعے اللہ تبارو تعالیٰ کا قُرب حاصل نہیں کرسکتے، جو خود اسی سے نکلی ہے۔ (مستدرک حاکم: ۲۰۹۱) ظاہر ہے کہ اس ارشاد کے پیشِ نظر ہمیں رات دن اس کا اس میں مشغول رہنا چاہیے۔ پھر رمضان المبارک جو کہ سراپا خیر و رحمت ہے۔ جس میں زیادہ سے زیادہ نیکیوں کی کوشش کی جاتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل واحسان سے وہ حضرات بھی نیکیوں پر مائل نظر آتے ہیں، جو غیر رمضان میں عموماً فرائض تک اہتمام نہیں کرتے۔ رہے اللہ کے وہ نیک بندے! جو کہ اپنا ہر ہر لمحہ اس کی یاد میں گزارنے اور خود کو اس کے ذکر میں رطب اللسان رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے لیے تو رمضان المبارک کا مہینہ گویا کہ رات و دن محنت کرنے کا مہینہ ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کو آسمانی کُتب سے ایک خاص مناسبت ہے کہ تمام آسمانی کتب اسی مبارک مہینے میں نازل ہوئی ہیں۔ (مسند احمد ابن حنبل: ۱۷۱۰۹) اسی لیے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی حضرت جبریلؑ کے ساتھ اس ماہ میں قرآن کے دور فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری: ۶) اسی لیے ہر مسلمان بھی کوشش کرتا ہے کہ رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کی تلاوت کرے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ئی دکان پر

بیٹھے ہوئے قرآن پڑھ رہا ہے تو کوئی کسی کو قرآن سنانے یا سننے میں مشغول ہے۔ عجیب رحمتوں کا ماحول ہوتا ہے۔

لیکن بعض اللہ کی رحمت سے دور بندے ایسے بھی ہوتے ہیں، جو ان مبارک ایام میں بھی نہ تو خود خصوصی عبادات کا اہتمام کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم کو رات دن کا مشغلہ بنانا انھیں تکلیف دیتا ہے اور وہ اس پر بدعت کے فتوے دیتے ہیں۔ یہ حضرات اپنی دلیل میں ایک حدیث بھی پیش کرتے ہیں، جس کا اصل مفہوم بھی نہیں سمجھتے۔ بس اسی قسم کے بعض اسباب تھے کہ یہ رسالہ ''ختم قرآن، کتنے دن میں؟' تالیف کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ اسے قبول فرمائے اور اس سے اپنے بندوں کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔ مؤلف، اس کے والدین محترمین، اساتذہ و تلامذہ سب کے حق میں آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد ندیم احمد انصاری غفرلہ
خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا
و مدرسہ نور محمدی، ممبئی
۱۵/ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آسمانی کتابوں کا نزول

ارشادِ الٰہی ہے:

{ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْاٰنُ } (1)

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے مہینے میں قرآن کریم کو نازل فرمایا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ نے روایت کرتے ہیں:

أنزلت صحف ابراهيم في ثلاث ليال مضين من شهر رمضان، وأنزلت توراة موسى عليه السلام في ست ليال مضين من شهر رمضان، وأنزل الانجيل عيسىٰ عليه السلام في ثلاث عشرة ليلة مضت من شهر رمضان، وأنزل زبور داود عليه السلام في ثماني عشرة ليلة مضت من شهر رمضان، وأنزل الفرقان على محمد صلى الله عليه وآله وسلم في الرابعة والعشرين من شهر رمضان. (2)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صحفِ ابراہیم علیہ السلام رمضان کی تیسری تاریخ میں، تورات چھٹی تاریخ میں، انجیل تیرہویں تاریخ میں، زبور اٹھارہویں تاریخ میں اور قرآن کریم چوبیس تاریخ میں نازل ہوا۔

---

(1) سورۃ البقرۃ: ۱۸۵

(2) مسند احمد ابن حنبل: ۱۷۱۰۹، الغنیۃ: ۲/۹۔۸ و انظر السنن الکبریٰ للبیهقی، باب ذکر کتب انزلها قبل نزول القرآن: ۹/۱۸۸

معلوم ہوا! اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانی کتابیں اسی مبارک مہینے میں نازل فرمائی ہیں اور قرآنِ کریم بھی اسی ماہ میں نازل کیا گیا۔ اس لیے اس مہینے کو کلام اللہ شریف سے خاص مناسبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک کے بابرکت ماحول میں ہر ایک مسلمان رات دن تلاوتِ کلام پاک میں منہمک نظر آتا ہے اور الحمدللہ صرف رمضان کے مہینے میں پوری دنیا میں جتنا قرآن کریم پڑھا جاتا ہے، شاید سال بھر میں اتنا (کُل ملا کر) نہ پڑھا جاتا ہوگا۔ تمام اہل اللہ کا تجربہ ہے کہ دل کی صفائی، ایمانی کیفیت میں زیادتی اور انسان میں استقامت کی صفات پیدا کرنے میں سب سے زیادہ پُراثر اور اہم ترین عمل، قرآنِ کریم کی تلاوت ہے۔ اس لیے وہ حضرات جنھیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، ان کی زندگی میں تلاوت میں اشتغال سب سے زیادہ نظر آتا ہے اور فطری طور پر رمضان المبارک آتے ہی یہ شوق روز افزوں ہوجاتا ہے۔

تلاوتِ قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب دیکھ کر پڑھنا نہیں جانتے تھے اور یوں خارجِ نماز بیٹھ کر تلاوت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول نہیں تھا۔ جیسا کہ فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت رات کو نماز ہی پڑھنے کی تھی، بیٹھ کر ذکر کرنا یا قرآن پڑھنا معتاد نہیں۔ (1)

البتہ عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ہے:

أن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال: كان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أجود الناس بالخير، وكان أجود ما يكون فی رمضان، حين يلقاه جبريل، وكان جبريل

(1) تراویح اور تہجد: دو مختلف نمازیں: ۳۴

عليه السلام يلقاه كل ليلة في رمضان حتى ينسلخ، يعرض عليه النبي ﷺ القرآن، الحديث.(1)

جبریل علیہ السلام، رمضان کی ہر رات میں حضرت نبی کریم ﷺ سے ملتے تھے اور آپ ﷺ انھیں قرآن کریم سناتے تھے۔

ایک روایت میں ہے:

كان رسول الله ﷺ أجود الناس، وكان أجود ما يكون في رمضان حين يلقاه جبريل، وكان يلقاه في كل ليلة من رمضان فيدارسه القرآن، الحديث.(2)

حضرت جبریلؑ، رمضان کی ہر رات میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتے، تو آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے تھے۔

ماہِ رمضان میں تلاوت کا ثواب

جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ماہِ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر، اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے، یعنی جو عمل بھی ماہِ رمضان میں کیا جائے، وہ غیرِ رمضان کے عمل سے ستر گنا زیادہ ہوتا ہے۔ پس اگر کوئی رمضان المبارک کے مہینے میں ایک حرف کی تلاوت کرے تو اسے اس کے بدلے سات سو نیکیاں ملیں گی، اور اگر کوئی مسجد حرام میں اس مبارک مہینے میں ایک حرف کی تلاوت کرے گا، اسے ستر لاکھ نیکیاں ملیں گی اور جو شخص پورا قرآن وہاں ختم کرلے، اس کا ثواب ۳۳ کھرب، ۸۵/ارب اور ۱۸/کروڑ ہو جائے گا۔(3)

---

(1) صحیح البخاری: ۱۹۰۲، صحیح مسلم: ۲۳۰۸ (2) صحیح البخاری: ٦

(3) مستفاد فضائلِ حفظِ قرآن: ۸۳

ماضی کے اکابرین کا معمول

الدکتور سید بن حسین العفانی نے اپنی کتاب 'نداء الریان (1)' میں اکابرینِ امت کے تلاوتِ قرآن کریم کے معمولات کو بڑی تفصیل سے تحریر فرمایا ہے، یہاں طوالت کے خوف سے فقط چند کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

کان سفیان الثوری اذا دخل رمضان ترک جمع العبادة وأقبل علی قراءة القرآن.(2)

رمضان آتا تو موصوفؒ تمام نفلی عبادات سے الگ ہو کر تلاوتِ قرآنِ کریم میں مشغول ہو جاتے۔

حضرت امام نخعیؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

وکان النخعی علیہ الرحمة یفعل ذلک فی العشر الأواخر منه خاصة،وفی بقیته الشهر فی ثلاث.(3)

حضرت نخعیؒ پورے رمضان میں ہر تین دن میں ایک قرآن کریم ختم فرماتے اور آخری عشرہ میں ہر رات میں ایک ختم فرماتے تھے۔

حضرت قتادہؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

کان قتادة یختم القرآن فی کل سبع لیال مرة،فاذا جاء رمضان ختم فی کل ثلاث لیال مرة،فاذا جاء العشر ختم فی کل لیلة مرة.(4)

حضرت قتادہؒ عام دنوں میں ہر سات دن میں ایک ختم فرماتے تھے اور رمضان المبارک میں ہر تین دن میں ایک ختم فرماتے تھے اور آخری عشرہ کی ہر رات میں ایک قرآن کریم ختم فرماتے تھے۔

---

(1) ط: دار مساجد عسیری، جدہ (2) ص: ۱/۱۹۹

(3) ص: ۱/۱۹۸ (4) ص: ۱/۱۹۸

ماضی قریب کے اکابرین کا معمول

یہ معمول صرف ماضی قریب کے اکابرین کا ہی نہیں تھا، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت اقدس مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ تراویح کے بعد سے صبح کی نماز تک نوافل میں مشغول رہتے تھے اور یکے بعد دیگرے متفرق حفاظ سے کلام مجید سنتے رہتے تھے اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کے یہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ دن ورات تلاوت ہی کا ہوتا تھا کہ اس میں ڈاک بھی بند اور ملاقات بھی ذرا گوارا نہ تھی۔ بعض مخصوص خدام کو صرف اتنی اجازت ہوتی تھی کہ تراویح کے بعد جتنی دیر حضرت سادی چائے کے ایک دو فنجان نوش فرمائیں، اتنی دیر حاضر خدمت ہو جایا کریں۔(1)

خود شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا علیہ الرحمہ کا برسہا برس یہی معمول رہا، بزبانِ خود فرماتے ہیں:

۱۳۳۸ھ سے ماہِ مبارک میں ایک قرآن روزانہ پڑھنے کا معمول شروع ہوا تھا، جو تقریباً ۱۳۸۰ھ تک رہا ہوگا بلکہ اس کے بھی بعد تک...... اللہ کے انعام و فضل سے سالہا سال یہی معمول رہا، اخیر زمانے میں بیماریوں نے چھڑا دیا۔(2)

کثرتِ تلاوت پر بعض اشکالات اور ان کے جوابات

بعض لوگوں کو اس قدر تلاوتِ کلام پر ایک اشکال تو یہ ہوتا ہے کہ یہ ممکن ہی کیسے ہے، جب کہ انسان کے ساتھ بہت سی ضروریات ہر وقت لگی ہوئی ہیں؟

(1) فضائل رمضان: ۸، ادارہ اشاعت دینیات، دھلی (2) آپ بیتی: ۲/۶۷-۶۸

اس کا اصل جواب تو ''برکت'' ہے، جو معترضین کی زندگیوں میں عنقا ہے۔ جو پاک ذات اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چند لمحوں میں جنت و جہنم کی سیر کرانے پر قادر ہے، وہ پاک ذات اپنے نیک بندوں سے قلیل وقت میں قرآن کریم کا ختم کروا لینے پر بھی قادر ہے۔ اسی کے ساتھ یہ دلچسپ واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں؛

مولانا عاشق الٰہی میرٹھی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی علیہ الرحمہ کے متعلق رقم طراز ہیں:

ایک مرتبہ میری درخواست پر (وہ) رمضان میں قرآن سنانے کے لیے میرٹھ تشریف لائے۔ ریل سے اترے تو عشاء کا وقت ہو گیا تھا، ہمیشہ باوضو رہنے کی عادت تھی، اس لیے مسجد میں قدم رکھتے ہی مصلے پر گیے اور تین گھنٹے میں دس پارے ایسے صاف اور رواں پڑھے کہ نہ کہیں لکنت تھی نہ متشابہ۔ گویا قرآن شریف سامنے کھلا رکھا ہے اور باطمینان پڑھ رہے ہیں۔ تیسرے دن ختم فرما کر روانہ ہو گیے کہ نہ دور کی ضرورت تھی، نہ سامع کی۔ (1)

تین دن سے کم میں قرآن ختم نہ کرنے کی حدیث

دوسرا اشکال یہ رفع کیا جاتا ہے کہ تین دن سے کم میں ختمِ قرآن کی حدیث میں بھی ممانعت آئی ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا یفقَه من قرأ القرآنَ فی أقل من ثلاث. (2)

جس نے تین دن سے کم میں قرآنِ کریم ختم کیا، وہ اسے سمجھ نہیں سکا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک یہ ممانعت مطلق نہیں بلکہ خاص

(1) تذکرۃ الخلیل: ۲۰۴

(2) سنن ابی داؤد: ۱۳۹۴، سنن الترمذی: ۲۹۴۹، سنن ابن ماجہ: ۱۳۴۷

صورت میں ہے۔

امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وقد كانت للسلف رضي الله عنه عادات مختلفة في القدر الذي يختمون فيه، فكان جماعة منهم يختمون في كل شهرين ختمة، وآخرون في كل شهر ختمة، وآخرون في كل عشر ليال ختمة، وآخرون في كل ثمان ليال ختمة، وآخرون في كل سبع ليال ختمة، وهذا فعل الأكثرين من السلف، وآخرون في كل ست ليال، وآخرون في خمس، وآخرون في أربع، وكثيرون في كل ثلاث، وكان كثيرون يختمون في كل يوم وليلة ختمة، وختم جماعة في كل يوم وليلة ختمتين۔ وآخرون في كل يوم وليلة ثلاث ختمات، وختم بعضهم في اليوم والليلة ثماني ختمات: أربعاً في الليل، وأربعاً في النهار: وممن أربعاً في الليل وأربعاً في النهار، السيد الجليل ابن الكاتب الصوفي علیہ الرحمہ، وهذا أكثر ما بلغنا في اليوم والليلة۔

کتنے دنوں میں قرآن کا ختم کیا جائے؟ اس سلسلے میں سلفِ صالحین کے مختلف معمولات ملتے ہیں۔ اکابرین کی ایک جماعت دو ماہ میں ختم کرتی تھی، بعض لوگ ہر ماہ، بعض ہر ماہ میں دو، بعض دس راتوں میں، بعض آٹھ راتوں میں، بعض سات رات میں ختم کرتے تھے اور یہ اکثر سلفِ صالحین کا معمول تھا۔ بعض ہر چھ رات میں، بعض پانچ رات میں، بعض چار رات میں اور اکثر حضرات تین رات میں اور بہت سے حضرات ایک دن رات یعنی چوبیس گھنٹوں میں بھی ختم کیا کرتے تھے، بلکہ بعض حضرات نے تو ۲۴ رگھنٹوں میں ۸ رختم بھی کیے ہیں، یعنی چار ختم دن میں اور چار ختم رات میں اور جن حضرات نے ایسا کیا ہے ان میں سے ایک سعید بن الکاتب الصوفی ہیں......اور یہ تلاوت کی سب سے زیادہ مقدار ہے، جس کا مجھے علم ہو سکا۔

سید احمد الدروقی اپنی مخصوص سند سے ایک تابعی حضرت منصور بن زادان بن عبادؒ سے نقل کرتے ہیں:

أنه كان يختم القرآن ما بين الظهر والعصر ، ويختمه أيضاً فيما بين المغرب والعشاء ويختمه فيما بين المغرب والعشاء فی رمضان ختمتين و شيئاً، وكانوا يؤخرون العشاء فی رمضان الیٰ أن يمضی ربع الليل.

وہ ظہر وعصر کے درمیان اور کبھی مغرب وعشاء کے درمیان دو ختم اور کچھ مزید پڑھ لیتے تھے۔

ابن ابی داؤد صحیح سند سے نقل کرتے ہیں:

وروی ابن أبی داؤد باسناده الصحيح أن مجاهدا علیہ الرحمۃ کان يختم القرآن فی رمضان فيما بين المغرب والعشاء۔ وأما الذين ختموا القرآن فی رکعة فلا يحصون لكثرتهم ، فمنهم عثمان ابن عفان ، وتميم الداری ، وسعيد بن جبير.

حضرت مجاہدؒ رمضان المبارک میں مغرب وعشاء کے درمیان ایک ختم کیا کرتے تھے اور جن حضرات نے ایک رکعت میں ختم کیا ہے ان کی تعداد بھی بے شمار ہے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت تمیم داریؓ، حضرت سعید بن جبیرؓ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ ان میں سے چند مشہور شخصیات ہیں۔

امام نوویؒ آگے بطور مشورہ فرماتے ہیں:

والمختار أن ذلک يختلف باختلاف الأشخاص ، فمن كان يظهر له بدقيق الفكر لطائف و معارف فليقتصر علی قدر يحصل له فهم مايقرأ ، وكذا من كان مشغولاً بنشر العلم أو فصل الحكومات بين المسلمين أو غير ذلک من مهمات الدين والمصالح العامة للمسلمين ، فليقتصر علی قدر لا يحصل له بسببه اخلال بما هو مرصد له ولا فوت كماله، ومن لم يكن

من هؤلاء المذكورين فليستكثر ما أمكنه من غير خروج الى حد الملل أو الهذرمة في القراءة۔ وقد كره جماعة من المتقدمين الختم في يوم و ليلة، يدل عليه ما روينا بأسانيد الصحيحة في سنن ابی داؤد و الترمذی و النسائی وغيرها.(1)

جو لوگ علومِ دینیہ کی نشر و اشاعت، حکومت و قضا، دینی امور اور مسلمانوں کی دیگر کسی مفادِ عامّہ سے متعلق امور کی انجام دہی میں مشغول ہوں، انھیں اتنی ہی مقدار پر اکتفا کرنا چاہیے جس سے اِن اہم امور میں خلل واقع نہ ہو، جس کا اسے مکلف بنایا گیا ہے۔ البتہ جن پر ایسی ذمہ داریاں عائد نہ ہو، انھیں حسبِ استطاعت حتی الامکان اتنی تلاوت کرنی چاہیے جس سے بیزاری یا تلاوت میں روانی کی وجہ سے تلفظ میں خبط و بگاڑ پیدا نہ ہو۔ آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ متقدمین کی ایک جماعت نے ایک دن رات میں ختم کو ناپسند فرمایا ہے۔ ان کی دلیل حضرت عمرو بن العاصؓ کی یہ روایت ہے؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے تین دن سے کم میں قرآنِ کریم ختم کیا، وہ اسے سمجھ نہیں سکا۔''

اس حدیث کا مطلب

علامہ طیبیؒ اس حدیث کا مطلب اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:

یہاں ('سمجھ نہیں سکا' سے) مراد یہ ہے کہ جس شخص نے تین دن یا تین رات سے کم میں قرآن ختم کیا، وہ قرآن کے ظاہری معنی تو سمجھ سکتا ہے، لیکن قرآن کے حقائق و معارف اور دقائق و نکات تک اس کی رسائی نہیں ہوتی، کیوں کہ ان چیزوں کو سمجھنے کے لیے تین دن تو بہت دور کی چیز ہے، بڑی سے بڑی عمریں بھی ناکافی ہوتی ہیں، نہ صرف یہ بلکہ اس مختصر سے عرصہ میں تو کسی ایک آیت یا ایک کلمہ کے دقائق و

---

(1) كتاب الأذكار: ۸۳، و انظر جامع الاصول: ۲/ ۲۲-۲۳

نکات بھی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ نیز یہاں نفی سے مراد سمجھنے کی نفی ہے، نہ کہ ثواب کی نفی۔ یعنی ثواب تو ہر صورت میں ملتا ہی ہے۔ پھر یہ کہ لوگوں کی سمجھ میں بھی تفاوت وفرق ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کی سمجھ زیادہ پختہ ہوتی ہے، وہ کم عرصہ میں بھی قرآنی حقائق و دقائق سمجھ لیتے ہیں، جب کہ بعض لوگوں کی سمجھ بہت ہی کم ہوتی ہے، جن کے لیے طویل عرصہ بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ سلف میں سے بعض لوگوں نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا ہے، چناں چہ ان لوگوں کا معمول تھا کہ وہ ہمیشہ تین ہی دن میں قرآن ختم کرتے اور تین دن سے کم میں ختم کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے، جب کہ دوسرے لوگ اس کے برخلاف عمل کرتے تھے۔ چناں چہ بعض لوگ تو ایک دن رات میں ایک قرآن ختم کرلیتے تھے اور بعض لوگ دو دو بار، اور بعض لوگ تین تین بار ختم کرلیتے تھے، بلکہ بعض لوگوں کے بارے میں تو یہاں تک ثابت ہے کہ وہ ایک رکعت میں ایک قرآن ختم کرلیتے تھے۔ ہوسکتا ہے ان لوگوں نے یا تو اس حدیث کے بارے میں خیال کیا ہو کہ اس کا تعلق اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہے، یعنی اس حدیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے، جو کم فہم ہوتے ہیں اور وہ اگر تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم کریں، تو اس کے ظاہری معنیٰ بھی نہ سمجھ سکتے ہوں یا پھر ان کے نزدیک یہ بات ہو کہ اس حدیث میں فہم کی نفی ہے۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ جتنی بھی کم سے کم مدت میں قرآن ختم کیا جائے گا، ثواب ملے گا۔ (1)

علّتِ منع کیا ہے؟

اسی طرح حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

علتِ منع عدمِ تفقہ ہے اور جب ایسا صاف پڑھا جائے کہ تفقہ وتدبر ممکن ہو تو ممنوع نہیں...... اگر اتنی جلدی پڑھیں کہ حرف تک سمجھ میں نہ آئیں، نہ زیر کی خبر، نہ

(1) مظاہر حق جدید: ۳/ ۶۱

زبر کی، نہ غلطی کا خیال، نہ متشابہ کا؛ اور فقط ریا کاری مقصود ہو تو...... یہ بے شک مکروہ ہے۔(1)

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ جو شخص قرآن پاک سے شوق ودلچسپی رکھتا ہو اور اس کو پختہ یاد ہو، صحیح پڑھتا ہو، دل جمعی سے تین شب سے کم میں ختم کرلے، تو وہ گنہگار نہیں۔(2)

اللہ پاک اس رسالہ، اس کے مؤلف اور اس کے قاری -- سب کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ تلاوتِ قرآن کریم کی دولت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین یارب العالمین

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه
وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه

بندہ ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ
خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا
ومدرسہ نور محمدی، ممبئی
۱۴ / جون ۲۰۱۴ء

(1) امداد الفتاویٰ: ۱/ ۴۸۷-۴۸۸ بتغیر

(2) فتاویٰ محمودیہ: ۳/ ۵۶۹، مکتبہ شیخ الاسلام، دیوبند، جدید محقق

مصادر ومراجع

(۱) القرآن الکریم۔

(۲) صحیح البخاری للامام محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ۔

(۳) صحیح مسلم للامام مسلم بن الحجاج النیسابوری علیہ الرحمۃ۔

(۴) سنن أبی داود للامام سلیمان بن الاشعث السجستانی علیہ الرحمۃ۔

(۵) سنن الترمذی للامام محمد بن عیسیٰ الترمذی علیہ الرحمۃ۔

(۶) سنن النسائی للامام شعیب النسائی علیہ الرحمۃ۔

(۶) سنن ابن ماجۃ للامام محمد بن یزید القزوینی علیہ الرحمۃ۔

(۷) مسند احمد ابن حنبل للامام أحمد ابن حنبل علیہ الرحمۃ۔

(۸) السنن الکبریٰ للامام أبی بکر أحمد بن الحسین البیهقی علیہ الرحمۃ۔

(۹) جامع الاصول فی أحادیث الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للامام مجد الدین الجزری علیہ الرحمۃ۔

(۱۰) کتاب الأذکار للامام محی الدین أبی زکریا یحیی بن شرف النووی علیہ الرحمۃ۔

(۱۱) مظاهر حق جدید للشیخ قطب الدین دهلوی علیہ الرحمۃ۔

(۱۲) الغنیۃ للشیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ۔

(۱۳) نداء الریان للدکتور سید بن حسین العفانی علیہ الرحمۃ۔

(۱۴) فضائل حفظ قرآن للشیخ امداد اللہ انور علیہ الرحمۃ۔

(۱۵) امداد الفتاویٰ للشیخ اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ۔

(۱۶) فتاویٰ محمودیۃ للشیخ محمود حسن کنکوهی علیہ الرحمۃ۔

(۱۷) تراویح اور تہجد: دو مختلف نمازیں للشیخ رشید احمد کنکوهی علیہ الرحمۃ۔

(۱۸) تذکرۃ الخلیل علیہ الرحمۃ للشیخ محمد عاشق الٰهی میرتی علیہ الرحمۃ۔

(۱۹) آپ بیتی للشیخ محمد زکریا کاندهلوی علیہ الرحمۃ۔